السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز میں درود کے وجوب کے قائلین کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے : کیف نقول اذا صلینا علیک فی صلوتنا فقال قولوا الحدیث اخرجہ ابن حبان والحاکم وابن خزیمہ والدارقطنی ہم کہتے ہیں کہ کسی چیز کی کیفیت کی تعلیم اوراس کا امر کیف کا امر نہیں ہے تاکہ ہم صرف وجوب کے ساتھ اس کو مقید کریں اور یہ معنی لغۃ شرعاًاور عرفاً مشہور ہے اور یہ محاورہ سنت رسول میں بکثرت وارد ہوا ہے ۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسئول عنہا کی کیفیت ہی نماز کے درود کی کیفیت ہے کہ اس کا حکم اور تعلیم واقع ہوئی ہے ۔ اوروجوب کا بیان ہے مجمل ۔ چوں کہ صلوا علیہ کے مجمل ہونے کو اصول مانع ہے اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ وجوب کا بیان مجمل ہے تو طبری نے اس پر اجماع کی حکایت کی ہے ۔ اس صورت میں مجمل مندوب کا بیان ہوگا نہ کہ مجمل واجب کا اور اگر ہم واجب تسلیم کرلیں تو پھر بھی ایک بار بالفعل اس عہدہ سے خروج حاصل ہوتا ہے ۔ جیسا کہ کتب اصول سے واضح ہے پس تکرار کہاں ہے ۔ چلو یہ بھی تسلیم کرلیتے ہیں کہ تکرار بھی موجود ہے (مگر اس زیادتی میں اقیموا الصلوٰۃ اور صلوا کما رائیتمونی اصلی کے بیان پر زیادتی نہیں ہے ، مگر وہ زیادہ سے زیادہ اقیموا الصلوٰۃ اور صلوا کما رائیتمونی اصلی کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے بیان ہے ۔ نیز وہ امر جو حدیث سئ صلوۃ میں نہ ہو واجب نہیں ہوسکتا ، یہ بھی اسی قبیل سے ہے ۔ اور اگر بالفرض ہو بھی تو مسئلہ متنازعہ فیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ سوال تشہد میں درود پڑھنے کا ہے ۔ کسی حدیث میں خصوصیت سے تشہد میں درود پڑھنے کا ذکر نہیں مطلق نماز ہے ۔ سوال تشہد میں درود پڑھنے کا ہے ۔ کسی حدیث میں خصوصیت سے تشہد میں درود پڑھنے کا ذکر نہیں مططلق نماز میں ہے اوراس میں تنازعہ نہیں ۔ اگر اس حدیث سے استدلال کریں کہ ''البخیل من ذکرت عندہ فلم یصلی علی ۔ اخرجہ الترمذی تو یہ دلیل ناممکن ہے ۔ اگر یہ تسلم کرلیں کہ بخل صرف ترک واجبات ہی کا نام ہے تو پھر یہ استدلال درست ہوسکتا ہے لیکن واضح ہے کہ ایسا نہیں ہے ۔ اہل لغت اہل شرع اوراہل عرف اس کا اطلاق غیر واجب پر کرتے ہیں ، یہ کہنا بھی درست نہیں کہ مسند الیہ معروف بالام ہے اس لیے حصر کا معنی ہوگا ۔ اس لیے یہ اسناد ہے نہ اکثری ۔ اسی لیے صاحب تلخیص ایسی عبارت لائے ہیں جو تقلیل پر دال ہے وہ فرماتے ہیں الثانی قدیفید فصی الجنس مگر ہم یہ بھی تسلیم کرلیں تو اگر بخیل کے حقیقی معنی مرالیے جائیں تو وہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو مروت سے متعلق امور میں بخل کرے ۔

[فتاویٰ علمائے حدیث]()

جلد 3 ص 233

محدث فتویٰ